میں نے قرآن کو کیسے پایا؟

سید قطب شہید

سید قطب شہید کے اصول تفسیر کے دو پہلو ہیں جو انھیں دوسرے جلیل القدر مفسرین کے درمیان ممتاز کرتے ہیں۔ ایک 'قرآن میں فن تصویر کشی کی توضیح و تشریح اور اس سے استشہاد۔ دوسرے 'قرآن میں اسلام کی حرکیت' غلبے اور جہاد کا مقام۔ پہلے کے بارے میں انھوں نے اپنی سوچ کو التصویر الفنی فی القرآن نامی کتاب میں تفصیل سے پیش کیا ہے' جس کا ترجمہ قرآن کے فنی محاسن (مترجم غلام احمد حریری) کے نام سے چھپ چکا ہے۔ اسی موضوع پر صرف قیامت کے مناظر کی قرآنی تصویر کشی کے بارے میں ان کی کتاب مشاھد القیامہ فی القرآن بھی ایک اعلیٰ درجے کی کتاب ہے۔ اس کا ترجمہ قرآن میں مناظر قیامت کے نام سے چھپ چکا ہے۔ التصویر الفنی فی القرآن کا تعارفی حصہ' ترجمان میں شائع کیا جا رہا ہے۔ آیندہ اشاعتوں میں دوسرے حصے پیش کیے جائیں گے۔ ترجمہ کرتے ہوئے غلام احمد حریری صاحب کا ترجمہ پیش نظر رہا ہے' لیکن یہ نیا ترجمہ ہے۔ (خ-م)

ابھی میں چھوٹا بچہ ہی تھا کہ قرآن پڑھنے لگا' مگر اس کے معانی و مطالب تک پہنچنا میرے لیے ممکن نہ تھا اور نہ ہی اس کے بلند مقاصد کو میں سمجھ سکتا تھا۔ تاہم میں اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہا اور اپنے جی میں قرآن کی تلاوت سے عجب سی کیفیت محسوس کرتا تھا۔ میرا سیدھا سادہ اور چھوٹا سا دماغ' قرآن میں آنے والے بعض خیالات کو مجسم صورت میں میرے سامنے پیش کرتا۔ یہ تصاویر گو سادہ اور بے نقش و رنگ ہوتیں مگر ان کی وجہ سے میں اپنے اندر عجیب ذوق و شوق اور لذت محسوس کرتا۔ طویل عرصہ یہ کیفیت جاری رہی' اور میں ان تصاویر سے لطف اندوز ہوتا رہا۔

ان سادہ تصویروں میں سے جو اس وقت میرے ذہن میں نقش ہوا کرتی تھیں' ایک وہ تصویر ہے جو اس آیت کی تلاوت کرتے وقت میرے سامنے آموجود ہوتی:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ نِ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ نِ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ (الحج ۲۲:۱۱)

اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو کنارے پر رہ کر اللہ کی بندگی کرتا ہے۔ اگر فائدہ ہوا تو مطمئن ہو گیا

اور جو کوئی مصیبت آ گئی تو الٹا پھر گیا۔ اس کی دنیا بھی گئی ' آخرت بھی۔

اس خیالی تصویر کو اگر میں کسی کے سامنے پیش کروں تو اسے ہنسنا نہیں چاہیے۔ یہ تصویر یوں نگ تصور کے سامنے اس لیے ابھرتی کہ میں ان دنوں ایک گاؤں میں رہتا تھا' اور گاؤں کے قریب ہ وادی کا ایک خاص ٹیلہ دیکھا کرتا تھا۔ اسے دیکھ کر میرے تصور میں یہ بات آتی تھی کہ گویا ایک شخص ہے جو ایک جھکے ہوئے بلند مکان کے کنارے پر یا تنگ سے ٹیلے کی چوٹی پر کھڑا نماز پڑھ رہا ہے ' لیکن و کھڑا ہونے پر قادر نہیں بلکہ یوں کانپ رہا ہے گویا کہ گرا ہی چاہتا ہے ' اور میں اس کے سامنے کھڑ بڑے ذوق و شوق کے عالم میں یہ منظر دیکھ رہا ہوں اور عجیب کیف و نشاط محسوس کرتا ہوں۔

اسی طرح جو تصاویر ان دنوں مجسم ہو کر میرے سامنے آتی تھیں ' ان میں سے ایک وہ ہے جو اس آیت کو پڑھتے ہی میرے سامنے آ جاتی:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ○ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث

(الاعراف ۷: ۱۷۵' ۱۷۶)

' اور اے نبیؐ ان کے سامنے اس شخص کا حال بیان کرو جس کو ہم نے اپنی آیات کا علم عطا کیا تھا مگر وہ ان کی پابندی سے نکل بھاگا ' آخر کار شیطان اس کے پیچھے پڑ گیا یہاں تک کہ وہ بھٹکنے والوں میں شامل ہو کر رہا۔ اگر ہم چاہتے اسے ان آیتوں کے ذریعے بلندی عطا کرتے ' مگر وہ تو زمین ہی کی طرف جھک کر رہ گیا اور اپنی خواہش نفس ہی کے پیچھے پڑا رہا۔ لہٰذا اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی۔ تم اس پر حملہ کرو تب بھی زبان لٹکائے رہے ' اسے چھوڑ دو تب بھی زبان لٹکائے رہے۔

میں اس آیت کے معنی و مطلب کو تو نہ سمجھتا تھا ' مگر اس کے پڑھتے ہی ایک تصویر میری آنکھوں کے سامنے آ موجود ہوتی۔ میں دیکھتا کہ ایک شخص منہ کھولے ' زباں لٹکائے میرے سامنے کھڑا برابر ہنپتا جا رہا ہے۔ میں اس کے سامنے کھڑا ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتا رہتا۔ لیکن میں یہ نہ سمجھ سکا کہ وہ ایسا ں کر رہا ہے۔ میں اس کے قریب جانے کی جرات بھی نہ کر سکتا تھا۔

اس طرح کی مختلف صورتیں میرے چھوٹے سے ذہن میں منقش ہوتی تھیں ' اور میں ان میں رو فکر کرتے ہوئے بہت لطف اندوز ہوتا۔ ان ہی کی وجہ سے مجھ میں ذوق تلاوت پیدا ہوا اور میں آن کریم کی تلاوت کے وقت اس کی وادیوں میں ایسی ہی تصاویر کو تلاش کرتا رہتا تھا۔

وہ ایام اپنی ان شیریں یادوں اور سادہ خیالات سمیت گزر گئے۔ اب زمانہ بدل گیا اور میں نے ں اداروں میں تحصیل علم کا آغاز کیا ' کتب تفسیر نظر سے گزریں ' اور اساتذہ سے تفسیر قرآن کا درس ۔ لیکن افسوس بالائے افسوس ' کہ وہ شیریں اور حسین و جمیل قرآن جس کی تلاوت میں بچپن میں کیا

کرتا تھا، مجھے کہیں نظر نہ آیا۔

واحسرتا! قرآن میں حسن و جمال کے وہ سب نشانات خواب و خیال ہوگئے، لذت و اشتیاق سے قرآن خالی ہو گیا۔ کیا یہ دو قرآن ہیں؟ ایک بچپن کا شیریں، سہل، ذوق انگیز اور شوق افزا قرآن، اور دوسرا عالمِ شباب کا مشکل، پیچیدہ اور بظاہر غیر مربوط! شاید یہ تاثرات مقلدانہ اندازِ تفسیر کا کرشمہ تھے۔

میرے اندر ایک نئے رجحان نے انگڑائی لی، اور میں نے کتب تفسیر سے نگاہ ہٹا کر قرآن کو خود اس کی مدد سے پڑھنا شروع کیا۔ حیرت کی بات ہے کہ مجھے پھر میرا کھویا ہوا حسین اور پیارا قرآن مل گیا۔ وہی شوق انگیز، لذیذ تصویریں میری نگاہ کے سامنے گھومنے لگیں۔ صرف اتنا فرق تھا کہ ان تصاویر میں وہ پہلی سی سادگی باقی نہ رہی تھی، کیونکہ میرے سوچنے سمجھنے کے زاویے تبدیل ہو چکے تھے۔ اب میں ان تصاویر کے اغراض و مقاصد سمجھنے لگ گیا تھا، اور جانتا تھا کہ یہ تصویریں نہیں مثالیں ہیں جو فہم قرآن کے لیے بیان کی گئی ہیں، ان میں کسی حادثہ کی منظر کشی نہیں کی گئی۔ لیکن ان تصاویر کی سحر طرازی کا وہی عالم تھا، ان میں ہنوز وہی جاذبیت اور اثر آفرینی باقی تھی۔

الحمدللہ! میں نے قرآن کو پھر سے تلاش کر لیا۔

۱۹۳۹ میں، میں نے ایک مضمون "التصویر الفنی فی القرآن" کے نام سے شائع کیا۔ اس مضمون میں، میں نے بعض قرآنی تصاویر کا ذکر کر کے ان کے فنی حسن و جمال پر روشنی ڈالی۔ میں نے بتایا کہ ان آیات میں خداوند کریم نے صرف الفاظ کے ذریعے جو تصویر کھینچی ہے، رنگین موقلم اور کیمرے بھی اس سے عاجز ہیں۔

کئی سال بیت گئے۔ قرآنی تصویریں میری نگاہ تخیل کے سامنے گھومتی رہیں، مجھے ان میں فنّی اعجاز کے آثار نظر آتے تھے، اور یہ داعیہ بھی مجھ میں انگڑائی لینے لگتا کہ اس موضوع کو زیر بحث لانے کی ضرورت ہے جس کو ہنوز کسی نے نہیں چھوا۔ چنانچہ خدا کا نام لے کر میں نے کتاب کی تالیف کا آغاز کر دیا۔ میری بحث کا مرکز و محور قرآن تھا، قرآن کی فنی تصاویر کی جمع و تالیف میرا کام تھا، تاکہ میں ان تصاویر کو پیش کروں، تصویر کشی کے طرز و انداز کو واضح کروں اور ان کے کشف و اخراج میں جو فنی تناسب پایا جاتا ہے، اس پر روشنی ڈالوں۔ الغرض میری تمام تر توجہ صرف فنی پہلوؤں تک محدود تھی۔ باقی رہے قرآن کے لغوی، کلامی اور فقہی مباحث تو ان سے مجھے کوئی سروکار نہ تھا۔

مگر اس دوران مجھ پر ایک نئی حقیقت منکشف ہوئی۔ وہ یہ کہ یہ قرآنی تصاویر قرآن کے دیگر اجزا و عناصر سے کوئی مختلف حیثیت نہیں رکھتیں، بلکہ تصویر کشی اور منظر نگاری اس حسین و جمیل کتاب کے اندازِ بیان کی اصل و اساس ہے۔ یہ وہ بنیادی قاعدہ ہے جس کو جملہ قرآنی موضوعات میں ملحوظ رکھا گیا ہے۔ صرف تشریعی احکام کا موضوع اس سے خارج ہے۔ اب میرا مقصد ان قرآنی تصاویر کی جمع و

ترتیب ہی نہ تھا' بلکہ اصل مقصود اس قاعدہ کا کشف و اظہار تھا جس پر یہ تصاویر مبنی ہیں۔ پوری بحث کی بنیاد میں نے اسی پر رکھی ہے۔ اس قاعدہ کو پیش کر کے اس کے متعلقات کی تشریح کی ہے اور کتاب الٰہی کی اس عظیم خصوصیت کو واشگاف کیا ہے جس کو آج تک چھوا نہیں گیا تھا۔

جب اس تالیف سے فارغ ہوا تو میں نے محسوس کیا کہ میرے جی میں ایک نیا قرآن جنم لے رہا ہے۔ میں نے قرآن کو قبل ازیں ایسا کبھی نہیں پایا تھا۔ بے شک میرے نزدیک قرآن پہلے بھی جمیل تھا' مگر اس کا حسن و جمال منتشر اور متفرق حالت میں تھا۔ اب مجھے سارا قرآن متحد اور یک جا نظر آ رہا تھا۔ وہ ایک خاص قاعدہ پر مبنی ہے' اور اس قاعدہ میں عجیب و غریب توافق پایا جاتا ہے۔ یہ وہ بات تھی جو میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھی اور نہ کسی اور نے اس کا تصور کیا تھا۔

قرآن کی سحر طرازی

قرآن کریم نے آغاز نزول سے عربوں کو اپنی سحر طرازی سے مسحور کر لیا تھا۔ اس سے وہ لوگ بھی مسحور ہوئے جن کے سینے کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا اور وہ اس کی آغوش میں آ گئے اور وہ بھی جن کی آنکھوں پر اس نے پردہ ڈال دیا اور وہ نور قرآن سے مستفید نہ ہو سکے۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب کے اسلام لانے اور ولید بن مغیرہ کی اسلام سے روگردانی اختیار کرنے کے واقعات' ایمان و انحراف کے کثیر واقعات میں سے دو عجیب نمونے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عمرؓ نے خانہ کعبہ کے پردے کے پیچھے چھپ کر حضورؐ کو سورہ الحاقہ کی تلاوت کرتے سنا اور ان کا دل اسلام کے لیے مسخر ہو گیا۔ دوسری روایت کے مطابق انھوں نے اپنی بہن فاطمہ کے گھر سورہ طٰہٰ کی چند آیات پڑھیں اور حضورؐ کے پاس پہنچ کر مسلمان ہو گئے: اگرچہ نکلے تھے آپؐ کو قتل کرنے۔

ولید بن مغیرہ نے حضورؐ سے قرآن کا کچھ حصہ سنا' اور اس کے چہرہ کا رنگ بدل گیا۔ یہ دیکھ کر قریش کہنے لگے ولید' دین سے پھر گیا۔ ولید کہنے لگا کہ میں قرآن کے بارے میں کیا کہوں؟ بخدا تم میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے جو شعر' ترانہ' قصائد حتیٰ کہ جنوں کے اشعار کے بارے میں بھی مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہو۔ محمدؐ جو قرآن سناتے ہیں وہ ان میں سے کسی کے ساتھ بھی مشابہت نہیں رکھتا۔ خدا کی قسم' جو کلام ان پر نازل ہوا ہے' اس میں شیرینی پائی جاتی ہے' اس میں تروتازگی اور شادابی کے آثار ہویدا ہیں' جو چیز بھی اس کے مقابل آتی ہے اس کو ریزہ ریزہ کر ڈالتا ہے اور وہ غالب ہے مغلوب نہیں"۔

یہ دونوں واقعات اس امر کی کھلی دلیل ہیں کہ قرآن نے آغاز ہی میں اپنے جادو سے عربوں کو مسحور کر لیا تھا' اور اس کا اعتراف اہل ایمان اور کفار سب ہی کو تھا۔

قرآن مجید نے بعض کفار کا جو یہ قول نقل کیا ہے' قرآن کی سحربیانی پر دلالت کے لیے وہ بھی کسی

طرح ان دو واقعات سے کم نہیں ہے۔

لَاتَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ (حٰم السجدہ ۴۱: ۲۶)

ہرگز نہ سنو اور جب یہ سنایا جائے اس میں خلل ڈالو شاید کہ اس طرح تم غالب آجاؤ۔

یہ آیت اس خوف و اضطراب کی نشاندہی کرتی ہے جو ان کے دلوں میں اس لیے جاگزیں تھا کہ مبادا وہ خود یا ان کے ساتھی اور پیروکار اس قرآن سے متاثر ہو جائیں۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ جونہی محمدؐ یا ان کے رفقا میں سے کسی نے بھی ایک یا دو سورتیں تلاوت کیں تو وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ اگر وہ قرآن خوانی سے اپنے قلب و ضمیر میں قلق و اضطراب محسوس نہ کرتے تو اپنے متعلقین کو یہ حکم صادر نہ کرتے، اور نہ ہی اپنی قوم کو ایسی تنبیہہ کرتے جو قرآن کی قوتِ تاثیر کی عظیم ترین دلیل ہے۔

یہ بحث نامکمل رہے گی، اگر ان آیات کا تذکرہ نہ کریں جن میں وارد ہوا ہے کہ قرآن نے نازل ہو کر کس طرح لوگوں کو متاثر کیا تھا۔ یہود و نصاریٰ کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن میں ارشاد فرمایا:

اِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (المائدہ ۵: ۸۳)

جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسولؐ پر اترا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ حق شناسی کے اثر سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں۔ وہ بول اٹھتے ہیں کہ پروردگار ہم ایمان لائے ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔

یہ اس وجدانی تاثر کی منظرکشی ہے جو سماعِ قرآن سے ان میں پیدا ہوا۔ اور وہ یہ کہ ان کی آنکھوں سے آنسو اس لیے جاری ہو گئے تھے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا۔

قرآن حکیم میں دوسری جگہ فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۔ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۔ (بنی اسرائیل ۱۷: ۱۰۷، ۱۰۸)

جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے انھیں جب یہ سنایا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل گر جاتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں، پاک ہے ہمارا رب اس کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا۔

قرآن مجید سن کر اللہ سے ڈرنے والوں کی تصویر ان الفاظ میں بھی کھینچی گئی ہے:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ (الزمر ۳۹: ۲۳)

اللہ نے بہترین کلام اتارا ہے، ایک ایسی کتاب جس کے تمام اجزا ہم رنگ ہیں اور جس میں بار بار مضامین دہرائے گئے ہیں۔ اسے سن کر ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب

سے ڈرنے والے ہیں۔ اور پھر ان کے جسم اور ان کے دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔

درج بالا آیات سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ قرآنی آیات میں وہ تاثیر موجود ہے جو وجدان کو متاثر کرتی ہے' احساسات و جذبات میں ہیجان پیدا کرتی ہے' اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں باندھ دیتی ہے۔ جو لوگ ایمان لانے کے آرزومند ہوتے ہیں' وہ قرآن کو سنتے ہی اس کے سامنے اپنا سرنیاز جھکا دیتے ہیں۔ جو لوگ کبر و غرور کے مارے اپنے آپ کو اس سے بالا سمجھتے ہیں' وہ بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر قرآن کے عظیم اعجاز کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہتے۔

قرآن میں سحر کا سرچشمہ کہاں ہے؟

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جب شریعت کی تکمیل نہیں ہوئی تھی' غیبی اخبار کی اطلاع تک نہیں ہوئی تھی' علوم کونیہ کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا تھا' ہنوز قرآن کا وہ قلیل حصہ جو ابتدائی دور میں موجود تھا' ان تمام امور و اوصاف سے خالی تھا جو بعد ازاں اس کے حصہ میں آئے' تاہم اس کے باوجود اس میں افسوں گری اور سحر طرازی کا منبع موجود تھا۔

اس کے جواب میں یہ کہنا پڑے گا کہ جس کو سحر کہا جا رہا تھا وہ قرآن کے تشریعی احکام اور علوم کونیہ کے سوا کسی دوسرے پہلو میں پوشیدہ ہے۔ وہ پہلو قرآن کی نسق و ترتیب ہے۔ اگرچہ یہ امر بھی اپنی جگہ درست ہے کہ اسلامی عقیدہ کی روحانیت اور سادگی میں بلا کی جاذبیت پائی جاتی ہے۔

آیئے' ایک سورت' سب سے پہلی سورت' "العلق" پر غور کریں۔ اس میں چھوٹے چھوٹے پندرہ فواصل ہیں۔ سرسری نگاہ سے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے الفاظ دور جاہلیت کے کاہنوں کی مسجع عبارت سے ملتے جلتے ہیں جن سے عرب عام طور پر آگاہ و آشنا تھے۔ مگر کاہنوں نے تو چند غیر مرتب اور بے جوڑ جملے یک جا کر رکھے تھے جن میں باہم کوئی ربط و تعلق نہ پایا جاتا تھا۔ تو کیا سورہ العلق میں بھی یہی کیفیت پائی جاتی ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ تو ایک مربوط و متصل سورہ ہے جس کی آیات میں دقیق قسم کا ربط و نسق پایا جاتا ہے۔ چونکہ یہ قرآن کی اولین سورہ ہے اس لیے اس کا آغاز اقرا (پڑھنا) اور اللہ تعالیٰ کے مبارک و مقدس نام کے ساتھ ہونا ہی چاہیے تھا۔ اقرا سے مقصود قرآن کی تلاوت ہے۔ اور اللہ کا نام لینے کی ضرورت اس لیے ہے کہ وہی اپنے نام کے ساتھ دین کی دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت رب ہے' یعنی تربیت کنندہ۔ لہٰذا تربیت و تعلیم کے لیے قرات یعنی پڑھنے کا حکم دیا۔ ارشاد فرمایا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ چونکہ ہنوز اسلامی دعوت کا آغاز تھا اس لیے رب کی صفات میں سے اسی صفت کو منتخب کیا جس سے آغاز حیات کا اظہار ہوتا ہے اور وہ اَلَّذِیْ خَلَقَ ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ آغاز حیات میں سے بھی انسانی تخلیق کے اولین اور معمولی مرحلہ سے ابتدا کی کہ انسان کو منجمد خون سے پیدا کیا۔ یہ کس قدر چھوٹا اور معمولی آغاز ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ' جو رب ہونے کے ساتھ ساتھ خالق اور حد درجے کا کریم بھی ہے' اس نے اس لوتھڑے کو انسان کامل کے درجہ تک بلند کر دیا' اور اس کی حالت یہ ہے کہ اسے اگر سکھلایا جائے تو اس میں سیکھنے کی استعداد ودیعت کی گئی ہے۔ لہٰذا فرمایا:

اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ - الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ - عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ -

پڑھو اور تمھارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔

دیکھیے' ان آیات میں کس خوب صورتی کے ساتھ انسان کے آغاز سے انجام کی طرف انتقال کیا گیا ہے۔ انسانی تخلیق کی منظرکشی کرتے ہوئے آغاز و انجام کے مابین یکے بعد دیگرے جوتدریجی مراحل و ادوار گزرے ان سے صرف نظر کیا گیا ہے' تاکہ انسانی وجدان خود بخود دینی دعوت کی جانب متوجہ ہو اور اپنے قلبی احساسات و جذبات پر بھی غور و فکر کرے۔

قرین عقل و خرد تو یہ تھا کہ انسان از خود خداوند کریم کی اس عظیم عنایت کو پہچانتا اور اس میں یہ احساس کروٹ لیتا کہ وہ کیا تھا اور کیا بن گیا۔ مگر ہائے افسوس کہ ایسا نہیں ہوا۔

کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی - اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی -

ہرگز نہیں' انسان سرکشی کرتا ہے اس بنا پر کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز دیکھتا ہے۔

توقعات کے عین برخلاف انسان سرکش نکلا اور اپنے آغاز و انجام کو بھول گیا بنابریں اسے ان الفاظ میں زجر و توبیخ کی گئی:

اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الرُّجْعٰی -

حالانکہ پلٹنا یقیناً تیرے رب ہی کی طرف ہے۔

انسانی تمرد و طغیان کی بات جب چل پڑی تو اس کی تکمیل یوں فرمائی کہ انسان خود سرکشی اختیار نہیں کرتا بلکہ دوسروں کو بھی اس میں ملوث کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ فرمایا:

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی - عَبْدًا اِذَا صَلّٰی -

تم نے دیکھا اس شخص کو جو ایک بندے کو منع کرتا ہے جب کہ وہ نماز پڑھتا ہو۔

کسی شخص کو نماز سے روکنا ایک قبیح فعل ہے۔ اس فعل کی قباحت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب نمازی راہ ہدایت پر گامزن ہو اور دوسروں کو بھی تقویٰ کا حکم دیتا ہو۔

اَرَءَیْتَ اِنْ کَانَ عَلَی الْھُدٰی - اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی -

تمھارا کیا خیال ہے اگر وہ بندہ راہ راست پر ہو یا پرہیز گاری کی تلقین کرتا ہو۔

اگر یہ منع کرنے والا شخص حق کو جھٹلاتا اور منہ موڑتا ہو۔

غور کیجیے کہ انسان ہربات سے غافل ہے۔ حتیٰ کہ اسے اپنے آغاز و انجام کی بھی خبر نہیں۔

اَرَءَیْتَ اِنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی - اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی -

کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔

پھر ایسے شخص کو ان الفاظ میں ڈانٹا:

کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَۃِ نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ -

ہرگز نہیں اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے۔ اس پیشانی کو جو جھوٹی اور سخت خطاکار ہے۔

یہ ایسے پر زور الفاظ ہیں کہ خود ان کا تلفظ ہی ان کی معنویت کی نشاندہی کرتا ہے۔ اگر لَنَسْفَعًا کی جگہ اس کا ہم معنی لفظ لناخذن لایا جاتا تو اس میں اس شدت کا مفہوم ہرگز نہ ہوتا جو لَنَسْفَعًا کے لفظ میں موجود ہے۔ اس لفظ سے گویا یوں محسوس ہوتا ہے کہ کوئی سرکش اور متکبر شخص کسی اونچی جگہ پر کھڑا ہے اور اس نے کسی شخص کو پوری شدت کے ساتھ پیشانی کے بالوں سے پکڑ رکھا ہے اور اسے گھسیٹے چلا جا رہا ہے۔ نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ یہ پیشانی اسی لائق تھی کہ اسے گھسیٹا ہی جاتا۔

گھسیٹے جانے کی حالت میں چونکہ اس بات کا احتمال تھا کہ ایسا شخص مدد کے لیے اپنے اصحاب و رفقا کو پکارتا' اس لیے فرمایا فَلْیَدْعُ نَادِیَہٗ یعنی اپنے یاروں کی مجلس کو بلا لے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم تو سَنَدْعُ الزَّبَانِیَۃَ ہم بھی اپنے موکلان دوزخ کو بلائیں گے۔ یہ سن کر سامع یوں محسوس کرتا ہے گویا دوزخ کے پیادوں اور اس شخص کے اصحاب و رفقا کے مابین جنگ بپا ہے۔ یہ ایک خیالی معرکہ آرائی ہے جو خیالات و تصورات پر چھا جاتی ہے۔ اس لیے یہ اپنی جگہ جاری رہے اور اللہ کا رسول اپنے فرائضِ منصبی ادا کرتا رہے' جو شخص اس کی رسالت کا منکر اور سرکش ہے اس کی بغاوت اور سرکشی کو خاطر میں نہ لائے' چنانچہ فرمایا:

کَلَّا لَا تُطِعْہُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ - (العلق: ۱۹)

ہرگز نہیں اس کی بات نہ مانو اور سجدہ کرو اور اپنے رب کا قرب حاصل کرو۔

اسلامی دعوت کا یہ زبردست آغاز تھا۔ اس سورہ کی آیات بظاہر غیر مرتب اور بے جوڑ آتی ہیں مگر بباطن مربوط و متصل ہیں۔ یہ اولین قرآنی سورہ کا ربط و اتصال ہے جو سرسری نگاہ میں کاہنوں کے انداز کلام سے ملتی جلتی ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ قرآن کریم کی اہم فنی خصوصیات اب تک نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ اس کتاب کے درس و مطالعہ کے لیے غور و فکر کے ایک جدید طرز و منہاج کا اختیار کرنا' اور اس کے جمال

فنیؓ کے اصول عام سے بحث کرنا لازمی ہے۔ یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ وہ کون سے آثار و علامات ہیں جو قرآن کے حسن و جمال کو ادب عربی سے ممیز کرتے ہیں۔ قرآن کے فنی اعجاز کا قرآن ہی میں پائے جانے والی منفرد خصوصیات سے ماخوذ ہونا بھی ضروری ہے۔

یہ بھی پیش نظر رہے کہ اس کتاب عظیم کی خصوصیات پوری کتاب میں پائی جاتی ہیں۔ تمام اغراض و مقاصد کی تعبیروبیان کا طرز و منہاج بھی ایک ہی ہے۔ خواہ مقصد بشارت دینا ہو یا عذاب الٰہی سے ڈرانا' کسی کو گذشتہ واقعہ کا بیان مقصود ہو یا آنے والے حادثے کا' کسی کو اطمنان دلانا ہو یا کسی کو ایمان کی دعوت دینا' کسی محسوس چیز کی منظرکشی مطلوب ہو یا غیر محسوس کی' قرآن کے انداز تعبیروبیان میں کوئی فرق نہیں آتا۔

قرآن مجید کے اندازبیان کا یہی وہ یگانہ و یکتا قاعدہ ہے' جو ہماری اس تحریر کا موضوع ہے۔ ہم اس قاعدہ کو تصویر فنی کے نام سے موسوم کریں گے۔

نیک خواہشات کے ساتھ

منجانب

TATA TEXTILE MILLS LTD.
ISLAND TEXTILE MILLS LTD
SALFI TEXTILE MILLS LTD
TATA ENERGY LTD
8,8TH FLOOR, TEXTILE PLAZA
M.A.JINNAH ROAD
KARACHI - 74000
PAKISTAN.

Ph: (H.O.):242-6761 (3 LINES)
(DIR)2426202Fax:2417710
LANDHI :7738228, Fax 7738637,
KOTRI :870932, 870979,
870237 Fax 870260
MUZAFFAR GARH:32062Fax:32662
MOB:0342 335814
HOME: (KAR) 4542090/4547515